پروفیسر محمد یحییٰ

عربوں کی تاریخ نویسی

تاریخ نویسی کی ابتدا:

اگر دُنیا کے ابتدائی زمانے پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بنی نوع انسان نے پشت ہا پشت تک تاریخ کی تدوین کی طرف توجہ نہیں دی، کیونکہ اس وقت کے حالات بالکل سادہ تھے۔ لیکن مرورِ زمانہ سے روئے زمین پر ایسے مختلف حادثات وقوع پذیر ہوئے جنھوں نے بنی نوع انسان کی معاشرت اور اقتصاد پر اس قدر اثر ڈالا کہ ان کی پہلی حالت اور بعد والی حالت میں نمایاں فرق پیدا ہوگیا۔ ان حادثات کی اہمیت کے پیشِ نظر لوگوں نے ان واقعات کو زبانی یاد کرنا شروع کردیا اور نسلاً بعد نسل لوگ ان سے آگاہ ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ مدت مدید تک جاری رہا اور لوگوں نے ان داستانوں کو اس درجہ مبالغہ آرائی سے بیان کیا کہ حقیقت پس منظر میں چلی گئی۔

اسلام سے قبل عربوں میں تاریخی روایات موجود تھیں۔ اور اُن کے یہاں قبائلی، قومی اور مُلکی واقعات، حادثات اور باہمی جنگ و جدال کے حالات شعروں کی صورت میں محفوظ کر لیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی قصص و اساطیر کی صورت میں عربوں کے تاریخی واقعات اور جنگی کارنامے لوگوں میں مشہور تھے۔

ایّام العرب

سد مآرب اور اصحابِ فیل کے قصّے اور داستانیں عربوں میں مشہور تھیں اور ان واقعات و حوادث کو عرب کے لوگ اپنے قومی میلوں خصوصاً عکاظ اور ذوالمجنہ میں سناتے تھے۔ قصہ خوانوں کے لیے اس کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا، مجالس منعقد ہوتیں اور ان کو خوب داد دی جاتی[۱]۔ اسی دوران اسلام کا ظہور ہوگیا۔ اس وقت اہلِ عرب تمام دُنیا کی اقوام میں بحیثیت تمدن کے کمزور اور پسماندہ تھے۔ لیکن

---

[۱] ادباء العرب، بطرس بستانی۔ ادب العربی۔ زیات۔

اسلام کے ظہور کے بعد قرآن مجید نے خاص طور پر گذشتہ اقوام کی تاریخ کی طرف توجہ دلائی اور لوگوں میں ذوق تاریخ پیدا کرنے کی پہلی کوشش قرآن مجید کی بدولت ظہور میں آئی۔ علاوہ ازیں آنحضرت کی زندگی، آپ صلعم کا پیغام اور آپؐ کی اجتماعی، اخلاقی، سیاسی، دینی اور بین الاقوامی کوششوں نے عربوں کی تاریخ میں ایک اہم اور ضروری بات کا اضافہ کر دیا۔ پھر جب اسلام کی حقانیت واضح ہو گئی اور مسلمانوں نے زور پکڑا اور صحرائی عرب متمدن دنیا کو روندتے ہوئے تمام عالم پر چھا گئے تو اس وقت اُنھوں نے اور علوم کی طرح علم تاریخ کی طرف بھی خاص توجہ دی اور اس کی تدوین شروع کر دی۔

یہ حقیقت ہے کہ عرب لوگ اسلامی علوم کی طرف غیر عرب مسلمانوں کی نسبت کم توجہ دیتے تھے۔ لیکن اخبار و تاریخ کی طرف ان کی توجہ زیادہ تھی، سواروں، بہادر شاعروں، فصحا اور خطبا وغیرہ کی حکایتیں اور اُن کے حالات بہت توجہ سے سنتے اور ان میں نہایت دلچسپی لیتے تھے حتیٰ کہ خلفا جو انتہائی مدبر اور بیدار مغز ہوتے تھے۔ تواریخ و اخبار کے بہت شائق تھے۔ معاویہؓ بن ابوسفیان جو حکومت بنی اُمیہّ کے بانی تھے۔ ہمیشہ عشا کی نماز کے بعد کافی دیر تک بیٹھتے اور لوگوں سے عرب و عجم کے اخبار اور ان کے حکمرانوں کے حالات اور لڑائیوں کے قصّے سنتے۔ پھر جب مجلس سے اُٹھتے اور خواب گاہ میں جاتے تو وہ لڑکے آتے جن کے پاس مختلف بادشاہوں کی سیاست، جنگ و جدال اور عدل و انصاف پر مشتمل کتابیں ہوتیں، وہ ان کو زبانی یاد کر کے اُنھیں سناتے۔ یہ کتابیں جرجی زیدان[۵۲] کے خیال کے مطابق یونان اور روما کے بادشاہوں کے واقعات پر مشتمل ہوتی تھیں۔ وہ ان کا عربی میں ترجمہ کر کے ان سے بیان کرتے تھے، اس لیے کہ اس زمانے تک عربوں نے ان کو عربی زبان میں منتقل نہیں کیا تھا۔ خلفا ان کے حالات سُن کر اپنے معاملات کو بھی انہی کی طرح حل کرنے کی کوشش کرتے۔ یہ قصہ بہت مشہور ہے کہ منصور عباسی نے جب ابومسلم خراسانی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ اس بارے میں متردّد ہوا، چنانچہ اس نے اسحاق بن مسلم سے خراسان کے بادشاہ کا قصہ بیان کرنے کو کہا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اس نے (شاہ پور) اپنے وزیر کو خراسان کی بغاوت ختم کرنے کو بھیجا، اس نے بغاوت ختم کر کے لوگوں کو اپنا اطاعت گزار بنانا شروع کر دیا۔ اس پر شاہ پور نے فیصلہ کیا کہ جب اسے موقع ملے گا اسے قتل کر دے گا۔

---

۵۲ تاریخ آداب اللغتہ العربیہ۔ جرجی زیدان۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ چونکہ ابومسلم خراسانی اور شاہ پور کے وزیر کے معاملے میں بہت مشابہت تھی، اس لیے منصور نے بھی ابومسلم کو قتل کروا ڈالا[۵۳]۔ موصل کے حکمران بدرالدین کی یہ حالت تھی کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو تاریخ وسیر کی کتابیں اس کے پاس لائی جاتیں۔ اور لوگ اسے پڑھ کر سناتے۔ جب عباسی سلطنت میں کمزوری آگئی تو مطلق العنان وزرا نے خلفا کو سیر و تاریخ کے مطالعہ سے روک دیا، مبادا ان کو پڑھ کر خلفا کی سوئی ہوئی حمیت جاگ اٹھے۔

جب مسلمان علم قرآن، تفسیر اور حدیث وغیرہ کی تدوین کرنے لگے تو انھیں ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ان حالات اور مقامات کی بھی تحقیق کریں جن میں وہ آیات اتریں یا احادیث بیان کی گئیں، اس لیے انھوں نے سیرۃ النبی جمع کرنا شروع کی کیونکہ اس سے یہ تمام عقدے حل ہوجاتے تھے، پہلے تو یہ کچھ عرصے تک زبانی نقل ہوتی چلی آئیں، پھر کتابوں میں مدون کی گئیں۔

تاریخ کی پہلی کتاب

تاریخ اسلام میں حضرت امیر معاویہ کے عہد حکومت تک فن تاریخ کے اوراق بالکل سادہ تھے، سب سے پہلے امیر معاویہ نے اپنے زمانے کے ایک ممتاز اخباری عبید بن شریۃ الجرھمی سے تاریخ قدیم کی داستانیں، سلاطین عجم کے حالات اور زبانوں کی ابتدا اور ان کی نشر و اشاعت کی تاریخ لکھائی۔ یہ مسلمانوں میں تاریخ کی سب سے پہلی کتاب ہے[۵۴]

بنوامیہ کا دورِ حکومت خلافت راشدہ کے بعد اسلامی فتوحات کا دور ہے۔ بنوامیہ کے دورِ حکومت ہی میں مشرق میں برصغیر پاک و ہند، مغرب میں سپین اور براعظم یورپ کی سرحد تک، شمال میں ایشیائے کوچک تک اور جنوب میں افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں اسلام کا غلغلہ بلند ہوا اور اللہ اکبر کی صدائیں گونجیں۔ بنوامیہ ہی کے دور میں تدوینِ حدیث کا آغاز ہوا اور سیرت کی کتابیں لکھی جانے لگیں۔

سیرت چونکہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے بہت سے گوشے ہیں۔ لہٰذا سیرت کے مختلف پہلوؤں

---

۵۳ الفخری۔ ص ۱۵۵، ۱۵۶ – طبری ج ۹، ص: ۱۵۵

۵۴ فہرست ابن الندیم، ص: ۱۳۲

پر کتابیں معرضِ تحریر میں آنا شروع ہوئیں ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فن مغازی پر خصوصاً توجہ دی ۔ ان کے حکم سے عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری (متوفی ۱۲۱ھ) جو اس فن میں درک رکھتے تھے ۔ جامع مسجد دمشق میں لوگوں کو مغازی اور مناقب کا درس دیتے تھے۔[۵۵]

سیرۃ النبی پر سب سے پہلی کتاب جس نے مرتب کی وہ بھی اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے آدمی تھے اور ان کا نام عروہ بن زبیر تھا ۔

عروہ بن زبیر (۹۴ھ / ۷۱۳ء)

عروہ بن زبیر بن العوام الاسدی (متوفی ۹۴ھ / ۷۱۳ء) ہیں ۔ یہ امام زہری کے عرف سے معروف ہیں ۔ امام زہری نے سیرۃ کے علاوہ مغازی پر کتابیں لکھیں ۔ یہ بہت بڑے فقیہہ اور محدث تھے ۔ امام سہیلی نے اپنی مشہور کتاب روض الانف میں اس کی تصریح کی ہے[۵۶] امام زہری کی کتاب زمانے کی دستبرد کی نذر ہوگئی ۔ لیکن بعد میں آنے والے قدیم مورخین نے اس کے جابجا حوالے دیے ہیں ۔

امام زہری کے شاگردانِ رشید موسیٰ بن عقبہ (متوفی ۱۴۰ھ) اور محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۰ھ) نے سیرۃ النبی کا بہت سا مواد جمع کیا ۔ لیکن ان کی فراہم کردہ معلومات ہمیں دوسرے مصنفین مثلاً ابن ہشام واقدی اور ابن سعد وغیرہ کے ذریعے پہنچیں ۔

محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۰ھ)

امام زہری کے تلمیذ ہیں ۔ اُنھوں نے بنو امیہ کے دور کو پایا لیکن بنو اُمیہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ رہا ، اس لیے کہ مختلف شہروں میں گھومتے پھرتے رہے ۔ سیرت نگاروں اور عرب مورخین میں ان کا نام جلی حروف میں لکھا جاتا ہے ۔ بعض مورخین ان کو پہلا مولف سیرۃ النبی قرار دیتے ہیں جو درست نہیں ، کیونکہ ان کے استاد امام زہری (المتوفی ۹۴ھ) اور اُن کے ہم مکتب ساتھی موسیٰ بن عقبہ (المتوفی ۱۴۱ھ) ان سے پہلے سیرۃ سے متعلق کافی کچھ لکھ چکے تھے ۔ ابن اسحاق نے سیرۃ کی یہ کتاب خلیفہ منصور کے

---

[۵۵] تہذیب التہذیب ۳/۱۴۶

[۵۶] طبقات ابن سعد ۵/۲۸۳

لیے مرتب کی تھی ۔

بعض محدثین نے ابن اسحاق پر کڑی تنقید بھی کی ہے۔ لیکن جتنی معلومات ہم تک پہنچی ہیں ۔ ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ بہت حد تک قابل اعتماد ہیں ۔ ابنِ خلّکان اپنی کتاب وفیات الاعیان میں لکھتا ہے۔ محمد بن اسحاق اکثر علماء کے نزدیک قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے اور اس کی قابل قدر تصنیف کے بارے میں کوئی بھی شخص لاعلمی کا اظہار نہیں کر سکتا[۷] امام شافعی کا قول ہے کہ جو شخص ابتدائی اسلامی عہد کی فتوحات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابنِ اسحاق سے بے نیاز نہیں ہو سکتا[۸]

ابن اسحاق کی معلومات قابل اعتبار ہونے کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ مورّخ ابن ہشام نے اپنی مشہور کتاب سیرۃ الرسول کی اساس ابن اسحاق کو قرار دیا ہے[۹] جن مورخین نے بھی سیرت پر قلم اُٹھایا ہے اُنھیں بہرحال ابن اسحاق کی خوشہ چینی کرنی پڑی ہے۔ یہ بات ایک حد تک ضرور قابلِ افسوس ہے کہ ابن اسحاق کی اصل کتاب ہم تک نہیں پہنچ سکی، لیکن ابن ہشام نے اپنی شہرۂ آفاق سیرت میں بیشتر حصہ اس کا محفوظ کر دیا ہے ۔ جدید تحقیق کے مطابق ابن اسحاق کی تاریخ کے بعض حصے مخطوطوں کی شکل میں پیرس کے عجائب گھر میں موجود ہیں ۔

ابن خلّکان نے لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق نے بہت سی کتابیں لکھیں[۱۰] تاریخ تراث العربی میں ان کے نام یہ ہیں ۔ تاریخ الخلفا ، کتاب الفتوح ، کتاب حراب اخبار کلیب وجساس (اس کا مخطوطہ آل سید عیسیٰ العطار لبغداد کی لائبریری میں موجود ہے) کتاب سیر العرب الاربع، حدیث الاسراء والمعراج (مخطوطہ مکتبہ طلعت قاہرہ میں موجود ہے) اخبار صفین فی اصح الروایہ واتمها اور کتاب المغازی[۱۱]

---

۷ المعارف ابن قتیبہ ۲۴۷

۸ التہذیب ابن حجر ۹/۳۸، ۳۹

۹ تاریخ بغداد للخطیب ۱/۲۱۴ - ۲۳۴

۱۰ وفیات الاعیان لابن خلکان (بولاق) ۱/ ۶۱۱ - ۶۱۲

۱۱ تاریخ التراث العربی لفواد سزگین نقلہ الی العربیہ محمود فہمی حجازی ۱۹۸۳ء سعودی عرب ۔

ابن ہشام الحمیری المتوفی ۲۱۸ھ یا ۲۱۳ھ

جیسا کہ اوپر گزر چکا ابنِ ہشام نے اپنی کتاب سیرۃ الرسول میں اپنے پیش رو مورخ محمد بن اسحاق کی معلومات کو من و عن محفوظ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ سیرۃ الرسول جو ہم تک مکمل شکل میں پہنچی ہے وہ ابن ہشام کی ہے۔ ابن ہشام کا پورا نام ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری ہے۔ ابن خلکان رقم طراز ہے کہ "یہ شخص اپنے علم وفضل کے اعتبار سے شہرتِ دوام کا مالک ہے اور علم الانساب اور علم النحو میں بڑے اونچے مقام پر فائز ہے"[۱۲] ابن ہشام بصرہ میں پیدا ہوا اور فسطاط میں ۲۱۸ھ یا ۲۱۳ھ میں فوت ہوا[۱۳]

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے بنو امیہ کے دور میں اسلام مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیلا اور مسلمانوں نے مختلف علاقے فتح کیے۔ وہاں لگان وغیرہ عائد کرنے کا مسئلہ پیش آیا تو انھیں تشخیص لگان کے لیے صحابہ کا زمانہ اور قرونِ اولیٰ کا طرزِ عمل دیکھنے کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ ہر ملک کی ابتدائی فتح اور دیگر حالات کی الگ الگ تاریخیں لکھی گئیں۔ مثلاً واقدی کی فتوح الشام جس نے ۲۰۷ھ میں وفات پائی[۱۴]

واقدی

اس کا پورا نام محمد بن عمر الواقدی ہے۔ ۱۳۰ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔ اپنے دادا کے نام واقد سے واقدی کہلایا[۱۵] یہ عرب مؤرخ عباسی عہد میں پروان چڑھا اور اسی عہد میں تصنیف و تالیف کا کام سرانجام دیا۔ واقدی کو عباسیوں کی سرپرستی حاصل تھی اور واقدی خلفا کے درباروں میں زندگی بسر کرنے کا عادی تھا۔ آخری عمر میں بغداد کا قاضی مقرر ہوا[۱۶] یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ واقدی ذہنی طور پر عباسی رجحانات سے متاثر تھا۔ واقدی کے بارے میں ابن خلکان لکھتا ہے

۱۲؎ وفیات الاعیان ابن خلکان ۱/۳۶۵

۱۳؎ تراث العربی ص ۱۰۶

۱۴؎ المعارف ابن قتیبہ ۲۵۸

۱۵؎ طبقات ابن سعد ۵/۳۱۴ (لیڈن)

۱۶؎ ارشاد الاریب یاقوت ۷/۵۶

کہ الواقدی بڑا عالم، فاضل اور لائق مصنف تھا[۱۷] اس کی کتابیں ابتدائی اسلامی عہد کی جنگوں اور فتوحات کے بارے میں مشہور ہیں۔ اس کی ایک تصنیف کتاب الردۃ ہے۔ جس میں واقدی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عربوں میں ارتداد پھیل جانے اور نبوت کے بعض جھوٹے دعوے داروں اور مسلمانوں کی جنگوں کے حالات بیان کیے ہیں[۱۸]

واقدی نے اپنی کتاب المغازی میں ابن اسحاق کی کتاب، کتاب المغازی کو نقل کیا ہے لیکن اس کا کہیں ذکر تک نہیں کیا[۱۹] واقدی نے روایت کرتے وقت غلط اور صحیح کے درمیان کوئی تمیز نہیں کی اور صحیح روایت کے ساتھ غلط باتیں بھی روایت کر دیں، جس کی وجہ سے باخبر محدثین کا ان سے اعتبار اُٹھ گیا[۲۰] اور اسے مستند نہیں سمجھا جاتا۔

واقدی کی تصنیفات یہ ہیں۔ (۱) المغازی (۲) مولد النبی (۳) کتب الفتوح (ا) فتوح الشام (ب) فتوح مصر (ج) فتوح الجزیرہ والخابور و دیار بکر فی العراق (د) فتوح لبھنسا (فی صعید مصر) (ھ) فتوح افریقہ (و) فتوح العراق، (ز) فتوح آمد (۴) طعم النبی (۵) مقتل الحسین (۶) کتاب صفین (۷) کتاب الشوریٰ (۸) التفسیر (۹) کتاب الصوائف (۱۰) کتاب اخبار مکہ (۱۱) کتاب الطبقات (۱۲) کتاب ازواج النبی۔

واقدی کی مذکورہ کتابوں کے بعض مخطوطے یا ان کتابوں کے بعض اجزا دُنیا کی مختلف لائبریریوں اور عجائب گھروں میں اب بھی موجود ہیں[۲۱] واقدی کی تصنیفات کی زیادہ تر معلومات ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں جمع کر دی ہیں۔

جب اہل اسلام قرآن، حدیث، نحو اور ادب میں مشغول ہوئے تو ان علوم کے مسائل کی تحقیقات

---

۱۷ البدایہ والنہایہ ابن کثیر ۱۰/۲۶۱

۱۸ طبقات ابن سعد (بیروت) ۵/۴۲۵-۴۳۳، مروج الذہب للمسعودی ۷/۳

۱۹ الفہرست ابن ندیم ۹۸-۹۹، ۱۰۰

۲۰ شذرات الذہب لابن العماد ۲/۱۸

۲۱ تاریخ التراث العربی فواد سزکین نقلہ الی العربیہ ڈاکٹر محمود فہمی حجازی (سعودی عرب)